بسم اللہ الرحمن الرحیم
إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا
فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۲
خطبہ نمبر ۲۳
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر روشن دین تنویر
یوم یکشنبہ
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے
جلد ۵۶/۲۱ | ۱۱ احسان ۱۳۴۶ ہش ۳۰ صفر ۱۳۸۷ھ ۱۱ جون ۱۹۶۷ء | نمبر ۱۲۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ جون ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ربوہ ۱۰ جون ۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ ویسے کل ٹانگ پر زخم والی جگہ چھوٹی سی پھنسی ہو گئی تھی ۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ۔

خطبہ جمعہ

تعمیر بیت اللہ کے جملہ مقاصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پورے ہوئے

وہی شخص مقبولِ الٰہی ہے جو پاک دل، مطہر سینہ اور آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ اس کے حضور جھکتا ہے

اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کرو کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافت راشدہ کی سچی اتباع میں ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲ جون ۱۹۶۷ء
مرتبہ ۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

خانہ کعبہ کی تعمیر کا

سولہواں مقصد

وَارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ میں بیان ہوا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیت اللہ کے فیوض اور برکات کو دیکھ کر دنیا اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے انتہائی قربانیاں دیتے ہیں اور دنیا سے منہ موڑ کر صرف اسی کے ہو رہتے ہیں ۔ ان کے اعمال ضائع نہیں جاتے بلکہ انہیں ان اعمال مقبولہ کا بہترین بدلہ اور شیریں پھل ملتا ہے اور ان کے عاجزانہ اور عاشقانہ اعمال کے بہترین نتائج نکلتے ہیں ۔

قرآن کریم نے خود یہ دعوےٰ کیا ہے کہ یہ مقصد بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآنی شریعت سے پورا ہوا ہے ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورہ قصص میں فرماتا ہے وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْھُدٰی مَعَکَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (قصص آیت ۵۸) یہاں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ قرآن کریم کے مخاطب جب قرآن کریم کی شریعت قرآن کریم کی ہدایت اور تعلیم ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم اس ہدایت کی جو تو لے کے آیا ہے اگر اتباع کریں تو اپنے ملک سے اچک لئے جائیں گے ۔ دنیا ہماری دشمن ہو جائیگی اور ہماری مخالف ہو جائیگی ہمیں تباہ و برباد کرنے کے لئے تیار ہو جائیگی ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ ہم اس ہدایت پر ایمان لا کر اپنی تباہی کے سامان کیوں پیدا کریں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّھُمْ حَرَمًا اٰمِنًا ۔ کیا وہ جانتے نہیں کہ ہم نے اس نبی کا اور اس شریعت کا تعلق حرم کے ساتھ رکھا تھا اور بیت اللہ کو ایک علامت بنایا تھا اس بات کی کہ یہ نبی اور اس کے ماننے والے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہونگے اور جو شریعت اس پر نازل ہوگی اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی محض اور محض اللہ تعالیٰ کے اوپر ہوگی ۔

دنیا کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے حرم کعبہ کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دکھایا ۔ حملہ آور ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے اور ناکام ہوئے اور دنیا اس بات پر بھی گواہ ہے اور گواہ بنتی رہے گی کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقصد کو دنیا کی کوئی طاقت ، دنیا کا کوئی منصوبہ ، دنیا کی کوئی سازش کبھی تباہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی دجل قرآن کریم کی شریعت میں دخل پا سکتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان کو محفوظ اور امن والے مکان میں جگہ دی ہے ۔ حرم کعبہ میں بھی ، حرم عصمت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی اور حرم شریعت اسلامیہ حرم قرآن کریم میں بھی ۔

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تمام محفوظ چیزیں ہیں، محفوظ ہستیاں ہیں۔ محفوظ مقام ہیں۔ اگر تم اس حرم کے ساتھ اپنے تعلق کو قائم کروگے تو جس طرح حرم خدا تعالےٰ کی حفاظت میں ہے۔ اسی طرح تم بھی اس کی حفاظت میں آجاؤ گے۔ اور یہ بات غلط ہوگی کہ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا دنیا کی کوئی طاقت تمہیں برباد کرسکے۔

اور پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ یُجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ کہ اس حرم کے ساتھ ہم نے یہ بات بھی لگادی ہے کہ

ہر قسم کے پھل

یہاں لائے جاتے ہیں۔ یعنی اس سے تعلق قائم کرکے ہر قسم کے اعمال صالحہ بجا لانا ممکن بھی ہوجاتا ہے۔ اس کی توفیق بھی اللہ تعالےٰ سے انسان پاتا ہے۔ اور اس کے بہترین نتائج کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔ پس جو بھی خلوص نیت رکھتا ہو اور اس کے اندر کسی قسم کا فساد نہ ہو وہ ان پھلوں کو حاصل کرتا ہے تو یہاں یُجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ کو حرم کے ساتھ اور حرم کو ان کے موقف وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا۔ ان کے موقف کی تردید میں ایک دلیل ٹھہرا کر اس حقیقت کو اللہ تعالےٰ نے واضح کیا ہے کہ ابراہیمی دعا میں جن پھلوں کا جن جزاؤں کا ذکر تھا۔ ان کا تعلق حقیقی طور پر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے ساتھ تھا اور ہے اور قائم رہے گا۔

یہ ثمرات جو ہیں (مِنَ الثَّمَرٰتِ) اس کی تفسیر قرآن کریم میں سورۂ محمدؐ میں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (سورۃ محمد ع ۲)

اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ متقی جو اس ہدایت پر عمل کرتے ہیں جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ (سورہ بقرہ کے شروع میں ہی) ان کا پختہ ایمان اور ان کے صحیح اعتقادات جو ہیں ان کو ایک باغ کی شکل میں۔ درختوں کی شکل میں پیدا کردیا جاتا ہے۔ اس دنیا میں بطور مجاز کے اور اُس دنیا میں حقیقی طور پر وہ درختوں کی شکل کو اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہماری ہدایت پر عمل کرکے جو

حقیقی معنے میں متقی

بن جاتے ہیں ان کو ایک جنت دی جاتی ہے۔ جس میں ہر قسم کے درخت لگے ہوئے ہوتے ہیں اور فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ۔ ان کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا کی جاتی ہے اور ان کو بشاشت قلبی عطا کی جاتی ہے کہ وہ اس کے مزے کو چکھ کر وہ ان اعمال کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہوتے پس فرمایا کہ ان اعمال صالحہ کو ایسی نہروں میں تبدیل کردیا جائے گا، اس زندگی میں بھی۔ (اس دنیا میں بھی) کہ جس میں ایسا پانی ہو جو خراب ہونے والا نہ ہو۔ یعنی ایک دفعہ اعمال صالحہ کا چسکہ پڑجانے کے بعد پھر یہ چسکہ کبھی چھوٹے گا نہیں پھر جب پختہ ایمان کے نتیجہ میں ان ہدایتوں کے مطابق جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہیں صحیح معنے میں خلوص دل کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے لگیں گے تو مزید روحانی ترقیات کے دروازے ان کے اوپر کھولے جائیں گے وہ باتیں جو پہلے بطور اسرار کے تھیں اور جو راز تھا روحانی وہ ان پر منکشف اور ظاہر ہوجائے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں مومن کی روحانیت ترقی کرے گی۔ اور یہ کیفیت اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ایک ایسے دودھ کی شکل اختیار کرجائیگی جس کے خراب ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا۔ پھر ان روحانی علوم کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ

ایک حقیقی اور گناہ سوز عشق

ان میں پیدا ہوجائیگا۔ اپنے وجود پر وہ ایک موت وارد کرلیں گے۔ خدا تعالےٰ کی محبت میں کھوئے جائیں گے۔ اس کے عشق میں ہمیشہ مست رہیں گے۔ اور ان کیفیات کو اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ کی شکل دیدی جائیگی۔ یہاں یہ بھی بتایا کہ جو اس کا تجربہ نہیں رکھتا۔ وہ اس کی لذت کو کیا جانے؟ اور اسی وجہ سے ایسے لوگ عشق الٰہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ بہت سے ابتلاؤں کے کانٹے بھی اس نہر کے گرد بوئے گئے ہیں۔ لیکن جو ایک دفعہ اسکو چکھ لے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت اسے حاصل ہوجائے۔ وہی بتا سکتا ہے کہ وہ لذت جو عشق الٰہی میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالےٰ کے عشق میں فنا ہوجائے اور اس کے مقدر میں اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ہیں، وہ تمام بیماریوں سے شفا حاصل کرلیتا ہے۔ پھر کوئی بیماری اسکے اوپر حملہ آور نہیں ہوسکتی۔ کامل شفا وہ پالیتا ہے تمام شیطانی حملوں سے وہ محفوظ ہوجاتا ہے گویا کہ وہ خدا کی گود میں آگیا۔ اور کسی قسم کا کوئی خطرہ اس کو نہ رہا۔ یہ کیفیت جو ہے اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى کی شکل میں اس دنیا میں بھی ایک رنگ میں اور اُس دنیا میں بھی اس دنیا کے رنگ میں پیدا ہوجائیگی۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ کہ یہ پھل جو ہیں اسلام سے تم پاؤ گے۔ یعنی ہر قسم کے پھل تمہیں دیئے جائیں گے۔ ہر قسم کے درخت ہونگے جو صحیح عقائد ہوں گے وہ درخت کی شکل اختیار کریں گے۔ پھر

ایسا ایمان تمہیں دیا جائے گا

کہ تم شوق و بشاشت کے ساتھ ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کرکے اعمال صالحہ بجا لاؤ گے اور ان اعمال صالحہ کو پانی کی نہروں کی شکل میں بنا دیا جائے گا۔ جن سے وہ باغ پرورش پائیں گے۔ پانی کے بغیر باغ پرورش نہیں پا سکتا۔ اعمال صالحہ کے بغیر صحیح اعتقادات پر انسان قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ جب عمل صالح نہ رہے تو پھر اعتقاد بھی بدلنا پڑتا ہے۔ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اس واسطے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآنی شریعت کے اوپر خرابی پیدا ہوسکتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے اندر کوئی خرابی پیدا نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس عقیدہ کے نتیجہ میں عمل کرنا ہے، انسان نے۔ تو فرمایا کہ وہ اعمال صالحہ کی اللہ تعالےٰ سے توفیق پائے گا۔ اور ایسی توفیق پائے گا۔ کہ غَیْرِ اٰسِنٍ پھر اسکو یہ خطرہ نہیں ہوگا کہ کبھی شیطان بہکا کر اسے دوسری طرف لے جائے۔

پھر اس کے بعد روحانی علوم اور اسرار اس پر کھلیں گے۔ اور وہ دودھ کی شکل اختیار کرلیں گے۔ اور پھر ان روحانی اسرار کے انکشاف سے اس کے دل میں بے انتہا محبت اپنے رب کے لئے پیدا ہوگی۔ اور یہ محبت الٰہی اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ کی شکل اختیار کرجائے گی۔ اور پھر اس کے نتیجہ میں وہ ہر قسم کی روحانی بیماری سے محفوظ ہوجائے گا یعنی اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى اسے میسر آجائیں گی۔ پس یہ پھل ہیں جو اسلام اسے دیتا ہے۔ یہ وہ پھل ہیں جن کا اس آیہ میں ذکر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ۔ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ پھل صرف تمہارے اعمال کے نتیجہ میں نہیں مل سکتا تھا جب تک کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہیں مغفرت حاصل نہ ہوتی

"پس اس مغفرۃ کا بھی وعدہ تمہیں اسلام میں ہی دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کی طرف اشارہ تو نہیں کیا لیکن میں نے غور کیا اور اگر آپ بھی غور کریں تو اسی نتیجہ تک پہنچیں گے۔ اسی آیت کا مفہوم اس اقتباس میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے

جو میں آپ کو ابھی پڑھ کر سناؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں :-

"اب ہم کسی قدر اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے ثمرات کیا ہیں سو واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کے کام میں لگ جائے۔ تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کی اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرّا ہو کر اسکی طرف رُخ کرتی ہیں اور طرح طرح کی برکات اس پر نازل ہوتی ہیں اور وہ احکام اور وہ عقاید جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے۔ اب بذریعہ مکاشفاتِ صحیحہ اور الہاماتِ یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور متعلقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملّتِ حنفیہ کے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کمال حاصل کرے اور اس کی زبان اور اسکے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات و سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے۔ اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمّت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور

شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام

اس کو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خسّت اور بُخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامیٔ شہوات اور رداءتِ اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اس سے دُور کر کے اس کی جگہ ربّانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلی مبدّل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سنتا اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرتا ہے اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلاء کے۔ اور وہ زمین پر حجۃ اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے۔ اور آسمان پر اسکے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے۔ مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطباتِ حضرت ایزدی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور طمانیت اور تسلّی اور سکینت بخشتے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۳۲)

یہ وہ ثمرات ہیں جن کا وعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ اور یہ وہ ثمرات ہیں جو امّتِ محمدیہ کو کثرت کے ساتھ عطا ہوئے کہ دیکھنے والی آنکھ انہیں دیکھ کر حیران رہ جاتی ہے۔

سترھویں غرض

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں بیان ہوئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اعمال کوئی شے نہیں جبتک مقبول نہ ہوں اس لئے روحانی رفعتوں کا حصول صرف دعا کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے اور اس میں اشارہ تھا کہ ایک عظیم نبی یہاں مبعوث ہوگا اور اس کے فیوضِ روحانی کے طفیل ایک ایسی امت جنم لے گی جو اس حقیقت کو سمجھنے والی ہوگی کہ انتہائی قربانیاں بھی بے سود اور بے نتیجہ ہیں جب تک عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کیا جائے۔ پس دعاؤں کے ذریعہ ہی معرفت کے بلند مقام کو وہ حاصل کرے گی اور دعاؤں کے طفیل ہی اپنے اعمال کے بہترین پھل وہ پائے گی۔

قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان تین مقاصد کا ذکر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دعا اور قبولیّتِ دعا پر اسلام نے جو روشنی ڈالی ہے کسی اور مذہب نے نہیں ڈالی۔ کوئی اور مذہب اسکے مقابلہ میں پیش ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ فرقان کے آخر میں عباد الرحمٰن کا ذکر کرتا ہے کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جو یہ اعمال بجالاتے ہیں یا ان اعمال سے پرہیز کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اَلرَّحْمٰنُ کے معنے ہیں وہ پاک ہستی (اللہ) جو بغیر کسی عمل کرنے والے کے عمل اور بغیر کسی استحقاقِ حق کے اپنا احسان اس پر کرتی ہے تو آگے عباد الرحمٰن کے سارے اعمال کا ذکر ہے جس کا بظاہر صفتِ رحیمیہ کے ساتھ تعلق ہے۔ پس

یہاں مضمون یہ بیان ہوا ہے

کہ تم نیک اعمال جتنے چاہو بجالاؤ، جب تک رحیمیۃ کے ساتھ رحمانیت کا فیض شامل نہیں ہوگا تمہیں کوئی بدلہ نہیں مل سکتا۔ اسی لئے جب یہ مضمون ختم کیا تو آخر میں بڑے پُر شوکت الفاظ میں یہ فرمایا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا یعنی یہ تو صحیح ہے کہ اعمال صالحہ بجالانا بھی ضروری ہے اور بد اعمال سے بچنا بھی انسان کے فائدہ کی چیز ہے لیکن یہ یاد رکھو تمہاری اور تمہاری نیکیوں کی تمہارے خدا کو کیا پرواہ ہے۔ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ ہاں اگر تم اسکی پرواہ کرتے ہو تو اپنی دعاؤں سے اس کے فضل کو جذب کرو۔ جب تم اپنی دعا کے ساتھ اس کے فضل کو جذب کر لوگے تب تمہارے یہ اعمال تمہیں فائدہ پہنچا سکیں گے۔ پھر دعا بھی بے معنی ہے جب دعا کے ساتھ قبولیتِ دعا حاصل نہ کی جائے۔

دعا کی قبولیّت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہی چاہیئے

اور اس کے لئے بھی دعا کرنی پڑتی ہے۔ پس ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اے خدا ہم کچھ کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ ہم اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لئے جو دعائیں کرتے ہیں وہ بھی تیرے تک تبھی پہنچ سکتی ہیں کہ جب تو ہماری دعاؤں کو قبول کرنے کا فیصلہ کرے تو قبولیتِ دعا کے لئے پھر آگے دعا کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ خدا کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں، تمہارے اعمال کی کوئی پرواہ نہیں، تمہاری قربانیوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ جو تم صدقہ و خیرات اس کی راہ میں دیتے ہو اس کو ان کی کیا پرواہ ہے۔ اس کے خزانے کیا خالی ہیں کہ تمہارے مال کی اس کو پرواہ ہو۔ تم اس کے احکام بجالاتے ہو، انتہائی طور پر مجاہدہ کرتے ہو، کوشش کرتے ہو اس کی راہ میں، پھر بھی اسے تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ تمہیں ان تمام چیزوں کا فائدہ اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب تم دعا کے ذریعہ اس کے فضل کو جذب کرو۔ جب رحیمیت کے جلوہ کے ساتھ رحمانیّت کا جلوہ بھی شامل ہو جائے تب تمہاری حقیر کوششیں بھی تمہیں ساتویں آسمان تک پہنچا سکتی ہیں۔ لیکن اگر تم یہ سمجھو کہ اس کے فضل کے بغیر تم پہلے آسمان پر بھی پہنچ سکتے ہو تو تم غلطی خوردہ ہو۔ اس کے فضل کے بغیر تحت الثریٰ تک تو تم پہنچ سکتے ہو۔ شیطان کی گود میں تو تم جا سکتے ہو لیکن

رحمان خدا کی گود میں

اس کے فضل اور رحم کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ تم اس حقیقت کو جھٹلاتے ہو۔ تم میں سے بعض بظاہر بڑے متقی اور پرہیزگار ہیں لیکن وہ اپنے اعمال پر، اپنی دعاؤں پر اور اپنی شب بیداری پر اور دنیا کے لوگوں کی خدمت جو کرتے ہیں اس پر فخر کرنے والے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے جب تک کہ وہ دعا کو اپنی تمام شرائط کے ساتھ نہ کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر کے رحمانیت کے جوش میں ان کے اعمال کو قبول نہ کر لے۔

فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا اب تمہارے جھٹلانے کے بد نتائج تمہارے ساتھ لگے رہیں گے۔ اب دیکھو اس وقت مسلمانوں کے بعض فرقوں میں انتہائی مجاہدہ کرنے والے لوگ بھی ہیں لیکن ان کے مجاہدات کا کیا نتیجہ ان کے حق میں نکل رہا ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں وہ نتیجہ نہیں نکل رہا جو ایک متقی کے ایسے ہی اعمال بلکہ اس سے ہزارویں حصہ اعمال کا نتیجہ نکلا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

براہین احمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

"حقیقت میں انہی دو چیزوں کا تصوّر دعا کے لئے ضروری ہے۔ یعنے اوّل اس بات کا تصوّر کہ خدا تعالےٰ ہر ایک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ دوسرے اس بات کا تصوّر کہ انسان بغیر توفیق اور تائیدِ الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونوں تصوّر ایسے ہیں کہ جب دعا کرنے کے وقت دل میں جم جاتے ہیں تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہیں کہ ایک متکبّر ان سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہی کل ہے جس سے ایک غافل مُردہ میں جان پڑ جاتی ہے۔ انہی دو باتوں کے تصوّر سے ہر ایک دل دعا کرنے کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی رُوح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے۔ اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالمِ بے خودی میں پہنچ جاتا ہے جہاں اپنی مکدّر ہستی کا نشان باقی نہیں رہتا اور صرف ایک ذاتِ عظمیٰ کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور وہی ذات رحمتِ کل اور ہر ایک ہستی کا ستون اور ہر ایک درد کا چارہ اور ہر ایک فیض کا مبدا دکھائی دیتی ہے۔ آخر اس سے ایک صورت فنافی اللہ کی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کی طرف مائل رہتا ہے، نہ اپنے نفس کی طرف، نہ اپنے ارادہ کی طرف اور بالکل خدا کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور اس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزوں کی ہستی کالعدم معلوم ہوتی ہے۔" (براہین احمدیہ صـ۵۴۶ تا ۵۵۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

اٹھارہویں غرض

یہ بتائی گئی تھی کہ خانہ کعبہ کے قیام کے نتیجہ میں خدائے سمیع کی معرفت دنیا حاصل کرے گی ایک ایسی امت یہاں پیدا کی جائے گی جو دنیا کو خدائے سمیع سے متعارف کرائے گی اور دنیا اس حقیقت سے انکار نہ کر سکے گی کہ تضرّع اور ابتہال سے دعاؤں میں مشغول رہنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی صفتِ سمیع کے جلوے دیکھا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ مومن میں فرماتا ہے۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ کہ تمہارا ربّ کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔ یعنی وہ لوگ جو تکبّر کرتے ہوئے میری حقیقی عبادت سے مُنہ پھیر لیتے ہیں یعنے ایسی عبادت سے جسے میں قبول کیا کرتا ہوں اور جس کے متعلق میں دوسری جگہ قرآن کریم میں کہہ چکا ہوں کہ تمہاری عبادتوں کے ساتھ تمہاری دعاؤں کا ہونا ضروری ہے اور جو لوگ تکبّر سے اپنی عبادت کو عبودیّت کے اس مقام پر نہیں لائیں گے میں انہیں جہنّم کی سزا دوں گا اور وہ ناکامی اور میرے قہر اور غضب کی جہنّم میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔ اے رسول! اگر میرے بندے میرے متعلق تجھ سے سوال کریں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ اور اس کی صفات کا علم ہم کیسے حاصل کریں تو تو ان کو جواب دے کہ خدا تو تمہارے قریب ہی ہے تم اس کے در کو کھٹکھٹاؤ وہ تمہارے لئے کھولا جائے گا اور تم اس سے دعائیں کرو (اس کی بتائی ہوئی شرائط کے مطابق) تمہاری دعائیں قبول ہوں گی اور قبولیتِ دعا کے نتیجہ میں تم ذاتِ باری اور صفاتِ باری کا علم حاصل کرو گے اور اس معرفت اور عرفان کے بعد تمہارے دل اس کی محبت میں گُم ہو جائیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو چاہیئے وَلْيُؤْمِنُوا بِي کہ مجھ پر ایمان لائیں میری ذات پر اور میری صفات پر، تا وہ ہدایت پائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق

"برکات الدعا" میں فرماتے ہیں:۔

"اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے ربّ میں ایک تعلق جاذبہ ہے۔ یعنے پہلے خدا کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمّت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے، پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی رُوح اس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلّ شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجّہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔" (برکات الدعا صـ۱)

انیسواں مقصد

یہ بیان ہوا تھا کہ صفتِ سمیع کے ہی نہیں بلکہ صفتِ علیم کے جلوے بھی دنیا اس امت کے ذریعہ دیکھے گی۔ بعض دعاؤں کا ردّ ہو جانا یا بعض دعاؤں کا اس رنگ میں پورا نہ ہونا جس رنگ میں وہ مانگی گئی تھیں، یہ ثابت نہیں کرے گا کہ ہمارا خدا عزّ وجلّ سمیع نہیں ہے یا تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک نہیں ہے۔ بلکہ یہ ثابت کرے گا کہ جہاں وہ قادر و توانا سمیع ہے وہاں وہ علیم بھی ہے اور قبولیتِ دعا کا اس کی صفتِ علیم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"اور یہ بھی یاد رہے کہ دعا کرنے میں صرف تضرّع کافی نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دعا کرتا ہے یا جس کیلئے دعا کی گئی ہے اس کی دنیا اور آخرت کیلئے اس بات کا حاصل ہونا خلاف مصلحتِ الٰہی بھی نہ ہو کیونکہ بسا اوقات دعا میں اور شرائط تو

سب جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر جس چیز کو مانگا گیا ہے۔ وہ عند اللہ سائل کے لئے خلافِ مصلحت الٰہی ہوتی ہے اور اس کے پورا کرنے میں خیر نہیں ہوتی۔" (برکات الدعا صفحہ ۱۳)

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

قبولیت دعا کے لئے

جن شرائط کا ذکر کیا ہے۔ یعنی تقویٰ۔ طہارت۔ کامل یقین۔ کامل محبت وغیرہ یہ اس قبولیت دعا سے متعلق ہیں جو اصطفاء کے رنگ میں ہو۔ لیکن جو قبولیت دعا ابتلاء کے رنگ میں ہو۔ اس کا ان شرائط سے تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور فرمایا ہے کہ کنچنیوں کو بھی اللہ تعالیٰ سچا خواب دکھاتا ہے۔ تاکہ ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرے تا وہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ وہ اس گند سے باہر نکلیں اور پاکیزگی کے منبع اور سرچشمہ کی طرف بھاگیں اور اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر دعا کرنیوالے کا دل تقویٰ کے نور سے منور نہ ہو یا اس کا سینہ پاکیزگی کی خوشبو سے خالی ہو یا اس کی زبان راست گوئی کا طریق اختیار کرنیوالی نہ ہو۔ اور اس کا دل کامل یقین اور کامل محبت سے پُر نہ ہو۔ اس کا ذہن کامل توجہ سے اپنے رب کی طرف جھکنے والا نہ ہو یا جو چیز مانگی گئی ہے وہ علام الغیوب کے نزدیک اس شخص کیلئے جس کیلئے وہ مانگی گئی ہے جبر کا نمونہ ہو تو تمام حالتوں میں دعا کو رد کر دیا جاتا ہے مگر آخری صورت میں اللہ تعالیٰ کسی اور رنگ میں ایسی دعا کا انسان کو بدلہ دے دیتا ہے۔ جیسا کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں۔ تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطا کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے۔ اپنی دُعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو۔ عطا کرتا ہے۔ اور بایں ہمہ دونو صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے جب خدا کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن سے کام بن جائے۔" (ایام الصلح صفحہ ۹)

تو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

دعا کے متعلق تین بنیادی باتیں

ہمیں بتاتا ہے۔

ایک یہ کہ جب تک ہم دعا کے ذریعہ سے مقبول دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب نہ کریں اس وقت تک اپنے اعمال پر ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبول کریگا بھی یا کہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صاف اور پُر شوکت الفاظ میں ہمیں بتا دیا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ تمہاری کیا پرواہ ہے تمہاری نیکیوں کی کیا پرواہ ہے۔ تمہارے اعمال کی کیا پرواہ ہے میرے رب کو۔ اگر دعا کے ساتھ تم اس کی طرف جھکو نہ۔

لیکن ہمیں تو اس کی پرواہ ہے اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنی محبت کے جلوے ظاہر کرتا رہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم دعاؤں کے ذریعہ سے ان دعاؤں کے ذریعہ سے ان دعاؤں کے ذریعہ سے جن میں تمام شرائط دعا پائی جاتی ہوں۔ اسکے فضل کو جذب کرنے والے ہوں اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہمارے اعمال کی اتنی بھی قیمت نہیں جتنی کیڑے کے ایک پاؤں کی قیمت دنیا کی نگاہ میں ہے۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اسلام نے ایسی تعلیم ہمیں عطا کی ہے کہ اگر ہم اس تعلیم کو پیش نظر رکھیں اور اسلام کی ہدایات پر عمل کریں تو ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہمارا خدا جو سمیع ہے۔ ہماری دعاؤں کو سنے گا اور قبول فرمائے گا اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے سامان پیدا کرے گا۔

اور تیسری بات ہمیں یہ بتائی کہ خدا تعالیٰ بے شک السمیع ہے لیکن وہ علیم بھی ہے ایک انسانی دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے وہ ظاہر میں بزرگی کا جُبّہ پہن سکتا ہے وہ ہزار تکلف کے ساتھ اپنی بزرگی کا اعلان کر سکتا ہے لیکن اپنے رب کو وہ دھوکا نہیں دے سکتا۔ پس وہی شخص خدا کے نزدیک مقبول ہے اور اسی کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں جس کے دل میں کسی قسم کا فساد اور گند اور ناپاکی نہ ہو۔ کبر۔ تکبر، نخوت، خود پسندی خودروئی، اپنے آپ کو کچھ سمجھنا اور دنیا کو حقیر سمجھنا یہ باتیں نہ ہوں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے حقیقی عشق سے جو گناہ سوز ہے اس کی تمام کمزوریاں اور گناہ خاک ہو گئے ہوں اور وہ ایک پاک دل کے ساتھ اور ایک مطہر سینہ کے ساتھ اور آنسو بہانے والی آنکھ کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکنے والا ہو۔ تب اس کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

لیکن ہمارا خدا (نعوذ باللہ) جاہل نہیں ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے وہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

سینوں کی باتوں کو جانتا ہے

وہ جیسا کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ کون متقی ہے اور کون نہیں۔ وہ جانتا ہے۔ کہ کون ہمارا دشمن ہے۔ اور کون دوست وہ جانتا ہے کہ کس چیز میں ہماری بھلائی ہے اور کس چیز میں ہمارا نقصان ہے۔ پس ہماری دعاؤں کو علیم ہونے کی حیثیت سے قبول کرتا ہے۔ وہ (نعوذ باللہ) بے وقوف ماں کی طرح نہیں ہے۔ کہ اگر بچہ آگ کا انگارہ اس سے مانگے تو بعض دفعہ چڑچڑے پن میں وہ آگ کا انگارہ اس کے سامنے رکھ دیتی ہے۔ اور بچے کے ہاتھ کو جلا دیتی ہے وہ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے وہ باپ سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ جب دعاؤں کو قبول کرنے پر آتا ہے تو انہی دعاؤں کو اور اسی رنگ میں قبول کرتا ہے جو دعائیں جس رنگ میں ہمارے فائدہ کے لئے ہیں۔

لیکن جب دعا میں جو چیز مانگی گئی ہے وہ ہمارے فائدہ کے لئے نہ ہو تو وہ اسے رد کر دیتا ہے اور اسکی بجائے محض اپنے فضل اور رحم سے کسی اور شکل اور کسی اور رنگ میں اپنی رحمت کو ظاہر کرتا ہے وہ بڑا ہی پیار کرنے والا وہ بڑی ہی محبت کرنے والا رب ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکرگزار بندے بنکر اپنی زندگیوں کے دن گذاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور

اس حقیقت کو کبھی نظر انداز نہ کریں

کہ سب بزرگیاں اور ساری "ولایت" خلافتِ راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے۔ جو شخص اس سے باہر اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے۔ اسکی دعائیں اگر قبول بھی ہوں تو وہ قبولیت اصطفاء کی نہیں وہ قبولیت ابتلاء اور امتحان کی ہے۔ پس اپنے رب سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

مستشرقین کے اعتراضات

قرآن مجید اور دین میں جبر کا نظریہ

از مکرم مرزا محمد سلیم صاحب اختر شاہد مربی سلسلہ احمدیہ مقیم بوریوالہ ملتان

یورپ کے بعض مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے کیونکہ اس نے جبر کا نظریہ پیش کیا ہے۔ حالانکہ اسلام دلیل و برہان کا مذہب ہے وہ اپنے مخالفین سے بھی یہی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی حقانیت اور صداقت کے متعلق دلائل پیش کریں۔ بھلا یہ بات کیسے تصور کی جا سکتی ہے کہ اسلام اپنے مخالفین کو هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ کہہ کر دلیل کا مطالبہ کرے اور خود اپنی بات بزور شمشیر منوائے۔ اس کے نزدیک زندہ مذہب صرف وہی ہے جو اپنی صداقت دلائل سے ثابت کر سکتا ہے۔ اور وہ مذہب مردہ ہے جو دلیل و برہان سے عاجز ہے۔ جیسے فرمایا

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (انفال ۴۳)

اسلام کسی انسان کے ضمیر کی آواز کو دبانا نہیں چاہتا بلکہ اسے اجازت دیتا ہے کہ جو انسان طریق وہ پسند کرتا ہے اسے اختیار کرے جیسے فرمایا

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

کہ جس کی مرضی ہے اس ہدایت کو قبول کرے اور جس کی مرضی ہے اس سے انکار کر دے۔ اور اپنے برگزیدہ رسول کو بھی اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ کسی انسان سے سختی کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیونکہ ہدایت دینا کسی انسان کا کام نہیں۔ جیسے فرمایا

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (قصص ۵۷)

اے خدا کے رسول تو جس کو پسند کرے ہدایت نہیں دے سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت زبردستی ٹھونسی نہیں جا سکتی۔ جو ہدایت قبول کرتا ہے اسے ہی ہدایت ملتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے ہدایت کا دینا اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

اسی طرح وہ اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ ۲۲-۲۳)

کہ اے رسول تیرا کام صرف تذکیر و نصیحت ہے اور تیری بعثت کی غرض صرف تذکیر ہے۔ کیونکہ زبان عربی کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ان پر حرف ما داخل ہو۔ تو وہ حصر کے معنے پیدا کر دیتا ہے۔ اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ تیرا کام صرف اور صرف تذکیر ہے۔ تجھے لوگوں پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ کہ تو لوگوں پر زبردستی کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسانوں پر فرض محال کے طور پر سختی کرنا بھی چاہتا تو یہی سختی کرتا کہ سارے انسان مومن بن جاتے۔ جیسے فرماتا ہے۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

(یونس آیت ۱۰۰)

اور اگر اللہ ہدایت کے بارے میں اپنی ہی مشیت کو نافذ کرتا تو جس قدر لوگ زمین پر موجود ہیں وہ سب کے سب ایمان لے آتے

پس جب خدا بھی مجبور نہیں کرتا تو کیا تو لوگوں کو اتنا مجبور کرے گا کہ وہ مومن بن جائیں۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ ۲۵۷)

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی میں باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے

حیرت کی بات ہے کہ جناب مودودی صاحب اس آیت کا ترجمہ خلاف منشائے قرآن یہ کرتے ہیں کہ ہم کسی انسان کو دین میں داخل کرنے کے لئے تو جبر روا نہیں رکھتے۔ لیکن اگر کوئی ایک دفعہ دین میں داخل ہو جائے اور پھر واپس جانے کا خیال کرے تو ہم اسے بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ راستہ آمد و رفت کے لئے کھلا نہیں حالانکہ یہ مفہوم کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص واپسی کا ارادہ کرے تو ہم اسے زبردستی روکیں گے۔ صریح طور پر قرآن شریف کی آیات کے خلاف ہے، جیسا کہ اوپر وضاحت سے لکھا جا چکا ہے۔ اور اگر اس آیت کا یہی مفہوم ہے جو مودودی صاحب نے سمجھا ہے۔ تو از راہ کرم بتایا جائے کہ جب خود بانی اسلام کے زمانہ میں کئی بار ایسا ہوا کہ لوگ ایمان لائے اور پھر ارتداد کر گئے تو خدا کے رسول نے انہیں کیوں نہ فرمایا کہ یہ راستہ آمد و رفت کے لئے کھلا نہیں صرف One way Trafic ہے۔ آیت ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (آل عمران ۷۳)

اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ مومنوں پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے۔ اس پر دن کے ابتدائی حصہ میں تو ایمان لے آؤ اور اس کے پچھلے حصہ میں اس سے انکار کر دو۔ شائد اس ذریعہ سے وہ پھر جائیں۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ دن کے ابتدائی حصہ میں ایمان لاتے اور پچھلے حصہ میں انکار کر دیتے تھے۔ ان کی غرض اس سے یہ ہوتی تھی کہ جو آدمی آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ بھی ارتداد اختیار کر جائیں۔ اگر بقول مودودی صاحب یہ راستہ آمد و رفت کے لئے کھلا نہ تھا۔ تو پھر کیوں ان لوگوں کو ایسی حرکات کی جرأت ہوئی۔ پھر فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا۔ (نساء ۱۳۸)

کہ لوگ بار بار ایمان لاتے اور بار بار کفر اختیار کر کے اسلام سے ارتداد اختیار کر جاتے تھے کیا وجہ ہے کہ سارے قرآن شریف میں ایک آیت بھی ایسی نہیں۔ جو ان لوگوں کو اختیار کفر سے باز رکھنے کی تلقین کرتی ہو۔ بلکہ اس کے الٹ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے

وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ (یونس ۴۲)

اے رسول اگر یہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو تو ان سے کہہ دے کہ میرے اعمال میرے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں۔ جو تم کرتے ہو اس کا جوابدہ میں نہیں اور جو میں کرتا ہوں اس کے جوابدہ تم نہیں۔

اسلام آزادیٔ ضمیر کا سب سے بڑا علمبردار ہے لیکن اس کے ساتھ وہ واضح الفاظ میں قرآنی نشرگاہ سے یہ آواز بلند کرتا ہے کہ اندھا دھند ایمان لانا ایک بے سود فعل ہے۔ بلکہ بصیرت عقل اور دلائل سے کسی صداقت کو قبول کرنا چاہیئے فرماتا ہے۔

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (یوسف ۱۰۹)

اے رسول تو لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جس راستے پر میں اور میرے پیروکار گامزن ہیں۔ وہ بصیرت کے ساتھ اس منزل کے راہ نورد ہیں۔ اب اگر کسی کے سر پر تلوار سونت کر اسکو دین میں رہنے کے لئے مجبور کیا جائے تو کیا اسکو اس سے بصیرت حاصل ہو جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ مودودی صاحب اسکو منافق بنا دیں گے۔ وہ وقتی طور پر منہ سے اقرار تو کریگا مگر اس کا دل ایسے دین پر لعنت کر رہا ہوگا جو اپنی بات منوانے کے لئے جبر و اکراہ کے طریق اختیار کرتا ہے۔ واضح رہے کہ اسلام دنیا کو مومن بنانے کے لئے آیا ہے منافق بنانے کے لئے نہیں آیا

حدیث النبیؐ

تلوار کے سایہ میں جنّت

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. یَا اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ وَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ (مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مسلمانو دشمن سے مڈبھیڑ کی کبھی خواہش نہ کیا کرو بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے عافیت اور امن کے طلب گار رہو۔ لیکن اگر دشمن تم پر چڑھ دوڑے تو پھر ایسے وقت میں صبر جمیل دکھاؤ اور بہادری سے اس کا دندان شکن جواب دو۔ ہاں خوب یاد رکھو کہ جنت مومن کے لئے تلواروں کے سایہ میں ہی ہے۔

تشریح:۔ لڑائی (خواہ دینی ہو یا دنیوی) کے بارہ میں کوئی مذہب اور مہذب سے مہذب ملک اس سے بہترین ضابطہ پیش نہیں کر سکتا۔

آپ کا یہ فرمان کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ قرآن کریم کے ارشاد

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ

کی ہی تشریح ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اسلام دین کے معاملہ میں جبر کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔ کیونکہ اگر لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کی اجازت ہوتی تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ دشمن کے مقابلہ کی خواہش نہ کرو۔ جبر کرنے والا تو خود موقعہ کی تلاش میں ہوتا ہے کہ دوسروں پر حملہ کر کے ان کو مغلوب کر لے۔

آپ کا یہ مبارک ارشاد کہ دشمن کے مقابلہ کی خواہش نہ کرو اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ اسلام دین کے معاملہ میں جبر کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

اسلامی جنگیں جتنی بھی لڑی گئیں وہ دفاعی تھیں۔ اسلامی لشکر کی طرف سے کبھی بھی پہل نہیں کی گئی چنانچہ مسلمانوں کو سب سے پہلے جنگ کی اجازت دی گئی تو ان الفاظ میں ارشاد ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا. اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ. اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ. الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ. اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ (الحج ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں کی طرف سے جو کہ ایمان لائے ہیں دفاع کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ یقیناً ہر خیانت کرنے والے اور انکار کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ وہ لوگ جن سے بلاوجہ جنگ کی جا رہی ہے۔ ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ یقیناً بہت طاقتور اور غالب ہے۔

اس حدیث شریف سے بعض دیگر امور جو ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) ہمیشہ اپنے خالق و مالک سے امن و عافیت مانگتے رہو۔

(۲) دشمن سے کبھی لڑنے کی خواہش نہ کرو اور نہ ہی پہل کرو

(۳) ہاں اگر دشمن پہل کرتے ہوئے تم پر پل پڑے تو مومنانہ استقامت و استقلال اور کامل صبر کا نمونہ پیش کرو اور دشمن کا جان توڑ کر مقابلہ کرو۔ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے یعنی ختم ہو جائے

(۴) مقابلہ کی صورت میں بھی ایک مومن کی شان عجیب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ

(سورۃ التوبہ ۵۲)

کہ دو اچھی باتوں میں سے بہرحال ایک بات تو مومن کے حصہ میں آئے گی۔ یعنی یا تو فتح و ظفر کے شادیانے بجاتا ہوا میدان کارزار سے کامیاب و سرفراز لوٹے گا

اور یا پھر مشیت ایزدی کے ماتحت اپنے مولیٰ کے حضور شہادت جیسے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر کماحقہ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(م-ن)

تاریخ اسلام

میدان جہاد اور صحابہ

ایک صحابی حضرت سعد الاسود جو سیاہ رنگ کے تھے ان کی شکل و شباہت ان کی شادی میں روک تھی اور ان کی ظاہری ہیئت کذائی کی وجہ سے کوئی شخص ان کے ساتھ اپنی لڑکی کے رشتہ پر رضامند نہ ہوتا تھا ایک مرتبہ انہوں نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شخص مجھے اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ کیونکہ میری ظاہری شکل و صورت اور رنگ ڈھنگ اچھا نہیں۔

عمرو بن وہب ایک نو مسلم تھے جن کی طبیعت سخت واقع ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے فرمایا کہ ان کے دروازہ پر جا کر دستک دو اور بعد سلام کہو کہ نبی اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے تمہاری لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ تجویز کیا ہے۔ عمرو بن وہب کی لڑکی شکل و صورت کے علاوہ دماغی اور ذہنی لحاظ سے بھی نمایاں حیثیت کی مالک تھی حضرت سعد ان کے مکان پر پہنچے اور جس طرح آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسیطرح کہہ ڈالا۔ عمرو بن وہب نے یہ بات سنی تو آپ کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر وہ واپس جانے لگے لیکن لڑکی خود باہر نکل آئی اور حضرت سعد کو آواز دے کر واپس بلایا اور کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ آپ کی شادی کی تجویز کی ہے تو پھر اس میں پس و پیش کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ یہ تجویز مجھے بسرو چشم منظور ہے اور میں اس پر بخوشی رضامند ہوں جو خدا اور اس کے رسول کو پسند ہے اور ایمانی جرأت سے کام لے کر باپ سے کہا کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تجویز سے اختلاف کر کے بہت غلطی کی ہے اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور قبل اس کے کہ وحی الٰہی آپ کو رسوا کرے اپنی نجات کی فکر کیجئے۔

لڑکی کی ایمان افروز گفتگو کا باپ پر ایسا اثر ہوا کہ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اور فوراً بھاگ کر دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ مجھے سعد کی بات پر یقین نہ آیا۔ اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے لہٰذا صدق دل سے معافی کا خواستگار ہوں۔ میں نے اپنی لڑکی سعد سے بیاہ دی۔

اس ایمان افروز واقعہ کو سن کر ہر شخص بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک ہمہ صفت موصوف اور باکمال لڑکی کے ساتھ رشتہ میں کامیابی ان کے لئے کس قدر مسرت کا موجب ہوئی ہوگی۔

تقریب رخصتانہ کی تکمیل کے سلسلہ میں آپ بیوی کے لئے بازار سے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے نکلے اور عین اس وقت جب کہ آپ سامان فراہم کرنے میں مصروف تھے منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا

یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ وَبِالْجَنَّۃِ اَبْشِرِیْ۔

یعنی اے خدا تعالیٰ کے سپاہیو جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ۔ اور جنّت کی بشارت پاؤ۔ اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ تمام ولولے سرد پڑ گئے جہاد کا جوش رگوں میں دوڑنے لگا۔ اور نوعروس کے ساتھ شادی کا خیال ہی دل سے نکل گیا۔ اسی روپیہ سے تحائف کے بجائے تلوار، نیزہ اور گھوڑا خریدا۔ سر پر عمامہ باندھا اور مجاہدین کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے۔ وہاں سے میدان جنگ میں پہنچے اور داد شجاعت دینے لگے۔ ایک موقعہ پر گھوڑا کچھ اڑا تو نیچے اتر آئے اور پاپیادہ تیغ زنی کرنے لگے حتیّٰ کہ درجہ شہادت پایا اور نوعروس سے ہم آغوش ہونے کے بجائے عروس تیغ سے ہمکنار ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو لاش پر تشریف لے گئے۔ آپ کا سر گود میں رکھ لیا اور دعا فرمائی اور تمام سامان مرحوم کی بیوی کے پاس بھجوا دیا (اسد الغابہ جلد اوّل ص ۳۶۶)

یہ واقعہ کسی حاشیہ آرائی یا تبصرہ کا محتاج نہیں۔ ہر مسلمان کو خصوصاً نوجوان طبقہ کو اس واقعہ سے سبق سیکھنا چاہیئے اور دینی جہاد کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے اور لازم ہے کہ اس چند روزہ زندگی کے بجائے دائمی زندگی کے حصول کی کوشش کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(م-ن)

عالمِ عیسائیت

کیا موجودہ بائیبل الہامی یا اغلاط سے پاک ہے؟

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس طرح قرآنِ کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل شدہ کلام اللہ ہے بائیبل کے صحیفوں کا دعویٰ ایسا قطعاً نہیں۔ قرآنِ کریم صاف کہتا ہے اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورۃ نجم ع۱) کہ یہ صرف وحی الٰہی ہے۔ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الحاقۃ ع۲) کہ یہ کلام تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ساری دنیا کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے برخلاف اس کے بائیبل کو ماننے والے بڑے بڑے عیسائی علماء اور پادری بائیبل کی نسبت کیا کہتے اور لکھتے ہیں؟ سنئے "پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور" نے "تحقیق بائیبل" نام کتاب ۱۹۱۱ء میں شائع کی ہے جو "سکاٹ لینڈ کے نامور پروفیسر ڈاڈز صاحب ڈی۔ ڈی کے ان مشہور لیکچروں سے تیار کی گئی ہے جو صاحب موصوف نے امریکہ کے طلباء کو دئے تھے اس میں لکھا ہے کہ:-

اوّل:- "آجکل علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نہ تو پرانے عہد نامہ کی نسبت اور نہ نئے عہد نامہ کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں کوئی لفظی غلطی واقع نہیں ہوئی ہے۔"
(تحقیق بائیبل صـ۹۷)

دوم:- کیا پرانے عہد نامہ کے مصنفین کو الہام ہوتا تھا۔ اس بارہ میں صاف لکھا ہے کہ:-

(ا) "پرانے عہد نامہ کے مصنفوں میں سے ہر ایک مصنف اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔"
(تحقیق بائیبل صـ۸۲)

(ب) "اگر ہم یہ کہیں کہ جن بزرگوں نے ان کتابوں کے مجموعہ کو مرتب کیا وہ ملہم تھے تو ہم ایک ایسے دعویٰ کو پیش کرتے ہیں جسے پایۂ ثبوت تک پہنچانا بڑا مشکل کام ہے ہماری رائے میں ایسا دعویٰ کرنا ایک لغویات کو پیش کرنا ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ پرانے عہد نامہ کے "کینن" کے متعلق ۹۶ء تک بحث کا بازار گرم رہا۔"
(تحقیق بائیبل صـ۳۹)

سوم:- پھر نئے عہد نامہ یعنی اناجیل کی نسبت بھی برملا اقرار کیا گیا ہے کہ:-

"جو اناجیل ہمارے پاس ہیں ان میں کہیں نہیں لکھا کہ ہم الہامی یا لا اغلاط ہیں۔ صرف ایک انجیل میں لکھا ہے کہ مصنف نے مضامین مندرجہ انجیل کن وسائل سے حاصل کئے اور ان کے بارہ میں اس نے کیسی تحقیقات سے کام لیا۔" (تحقیق بائیبل صـ۱۱۲)

(نوٹ) "ایک انجیل" سے مراد "لوقا کی انجیل" ہے مگر اس کو بھی نہ اس کے مصنف نے الہام سے لکھا اور نہ اس کو ملہم ہونے کا دعوٰے ہے۔ مصنف "تحقیق بائیبل" اس کے جن "وسائل" کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ انجیل لوقا کے باب اوّل میں بالفاظ ذیل مندرج ہیں:-

"چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کریں جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں۔" (لوقا ۱/۱-۳)

ظاہر ہے کہ جس طرح پہلوں نے "ہم سے روایت کی" میں نے بھی روایات کو "دریافت کرکے" لکھنا شروع کیا ہے۔ اگر انجیل نویس کو "الہام" ہوتا تھا اور وہ "الہام" سے اس کو لکھتا تو "دریافت" کرنے کی ضرورت نہ تھی اور "دریافت کرنا" اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ وہ بھی "الہام" سے انجیل نہیں لکھی گئی۔ (باقی)

(سید احمد علی مربی سلسلہ سیالکوٹ)

صداقتِ احمدیت

مسیح موعودؑ کی نبوّت کے متعلق اہل السنّہ کا عقیدہ

(مکرم مولانا محمد صادق صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا)

حدیث ابن ماجہ میں باب فتنہ الدجّال وخروج عیسیٰ بن مریم کی آخری حدیث کے متعلق حاشیہ ۳۰۷ میں لکھا ہے:-

"قَالَ الْقَاضِیْ نُزُوْلُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَتْلُہُ الدَّجَّالَ حَقٌّ صَحِیْحٌ عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ لِلْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ فِیْ ذَالِکَ وَلَیْسَ فِی الْعَقْلِ وَلَا فِی الشَّرْعِ مَا یُبْطِلُہٗ فَوَجَبَ اِثْبَاتُہٗ وَاَنْکَرَ ذَالِکَ بَعْضُ الْمُعْتَزِلَۃِ وَالْجَھْمِیَّۃِ وَمَنْ وَافَقَھُمْ وَزَعَمُوْا اَنَّ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثَ مَرْدُوْدَۃٌ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَبِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَبِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ شَرِیْعَتَہٗ مُؤَبَّدَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا تُنْسَخُ، وَھٰذَا الْاِسْتِدْلَالُ فَاسِدٌ لِاَنَّہٗ لَیْسَ الْمُرَادُ بِنُزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ یَنْزِلُ نَبِیًّا بِشَرْعٍ یَنْسَخُ شَرْعَنَا وَلَا فِیْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ وَلَا فِیْ غَیْرِھَا شَیْءٌ مِّنْ ھٰذَا بَلْ صَحَّتِ الْاَحَادِیْثُ فِی الصِّحَاحِ وَغَیْرِھَا اَنَّہٗ یَنْزِلُ حَکَمًا مُقْسِطًا بِحُکْمِ شَرْعِنَا وَیُحْیِیْ مِنْ اُمُوْرِ شَرْعِنَا مَا ھَجَرَہُ النَّاسُ۔"

(ترجمہ) "قاضی (عیاض الیحصبی) کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دجال کو قتل کرنا اہل السنہ کے نزدیک برحق اور صحیح ہے۔ کیونکہ بہت سی احادیث اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اور کوئی عقلی اور شرعی دلیل ایسی نہیں جو اس عقیدہ کو باطل قرار دے۔ پس اس کا ماننا ضروری ہے۔ ہاں بعض معتزلہ اور جہمیہ اور جو لوگ ان کے ہم خیال ہیں کہتے ہیں کہ ہم عیسےٰ کے آنے اور دجال کو قتل کرنے کو نہیں مانتے کیونکہ (۱) خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے (۲) اور خود نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا نبیّ بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور (۳) پھر تمام مسلمانوں کا اجماع بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور کہ آپؐ کی شریعت ابدی ہے۔ قیامت تک قائم رہے گی۔ ہرگز منسوخ نہ ہوگی۔

لیکن یہ استدلال بے بنیاد ہے کیونکہ نزولِ عیسےٰ سے مراد یہ نہیں کہ وہ ایسا نبی ہونے کی حالت میں اُترے گا جو ایسی شریعت لائے جو ہماری شریعت کو منسوخ کرے اور نہ ان احادیث میں اور نہ دوسری احادیث ہی میں کوئی ایسی بات ہے بلکہ صحاح اور دیگر کتب احادیث میں صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُترے گا تو ہماری شریعت کے مطابق فیصلے دے گا۔ اور ان امور کو دوبارہ زندہ کرے گا جنہیں (مسلمان) لوگ چھوڑ چکے ہوں گے۔" (دیکھیں کتاب ابن ماجہ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صـ۳۰۹)

اس سے دو باتیں واضح ہوگئیں۔

اوّل:- معتزلہ، جہمیہ اور جو لوگ ان کے ہم خیال ہیں کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ نبی اللہ کا آنا ناممکن ہے کیونکہ ان کا آنا آیت خاتم النبیین، حدیث لا نبی بعدی اور اجماع امّت کے خلاف ہے۔

دوم:- اہل السنہ کہتے ہیں کہ ان کا استدلال غلط ہے کیونکہ عیسےٰ نبی اللہ جو آئیں گے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے بلکہ شریعتِ محمدیہ کے ہی پیرو ہوں گے۔ البتہ شریعت کے جن احکام کو مسلمانوں نے ترک کر دیا ہوگا اُن احکام کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

آجکل بعض پڑھے لکھے مسلمان بھی جیسے اقبال کے ہمخیال معتزلہ اور جہمیہ کے خیال کو اپنا رہے ہیں لیکن اہل السنہ اس خیال کو فاسد قرار دیتے ہیں اور مانتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور وہ نبی ہوں گے لیکن شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے۔

پس مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق جماعتِ احمدیہ کا عقیدہ اہل السنہ کا عقیدہ ہی ہے کہ وہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔

پس آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی علمائے اہل السنت کے نزدیک امتی نبی کے آنے میں مانع نہیں بلکہ مستقل نبی کے آنے میں مانع ہے۔ احادیثِ نبویہ میں جو نزولِ عیسےٰ کے ذکر پر مشتمل ہیں اس آنے والے عیسیٰ کو امامکم منکم (صحیح بخاری) اور فامکم منکم (صحیح مسلم) میں امت میں سے احتِ محمدیہ کا امام قرار دیا گیا ہے۔ علماء اہل السنہ کا قبل از ظہور پیشگوئی اجتہاد*

*: حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اصالتاً نزول مراد لینا درست نہیں۔ اور پیشگوئی کے بارہ اجماع کا دعویٰ الحنفیہ کیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔ چنانچہ مسلم الثبوت میں لکھا
اَمَّا فِی الْمُسْتَقْبِلَاتِ کَاَشْرَاطِ السَّاعَۃِ وَاُمُوْرِ الْآخِرَۃِ فَلَا (اِجْمَاعَ) عِنْدَ الْحَنَفِیَّۃِ لِاَنَّ الْغَیْبَ لَا مَدْخَلَ لَہٗ فِی الْاِجْتِہَادِ۔ (مسلم الثبوت مع شرح صـ۲۲۶)
یعنی آئندہ سے تعلق رکھنے والے امور جیسے علامات قیامت اور آخرت میں احناف کے نزدیک اجماع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا یَآ اُولِی الْاَلْبَابِ۔

نشانات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شہب ثاقبہ کا نشان

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کی ایک نشانی یہ بتائی تھی کہ آسمان سے ستارے ٹوٹیں گے۔ چنانچہ مرقس باب ۱۳ آیت ۲۴-۲۵ میں حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میری آمد ثانی کے وقت

"سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور آسمان سے ستارے گریں گے۔"

جس طرح سورج کے تاریک ہونے اور چاند کے روشنی نہ دینے کی پیشگوئی ۱۸۹۴ء میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے کی صورت میں پوری ہوئی۔ اسی طرح ستارے ٹوٹنے کی پیشگوئی نومبر ۱۸۸۵ء میں وقوع پذیر ہوئی۔ چنانچہ ۲۷-۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی درمیانی رات کو آسمان پر ستاروں کے ٹوٹنے کا ایک غیر معمولی نظارہ ظاہر ہوا۔ ستارے اس کثرت سے ٹوٹ رہے تھے کہ گویا ستاروں کی بارش ہو رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس نشان کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء کی رات کو یعنی اس رات کو جو ۲۸ نومبر سے پہلے آئی اس قدر شہب کا تماشا آسمان پر تھا جو میں نے اپنی عمر میں اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی اور آسمان کی فضا میں اس قدر ہزارہا شعلے ہر طرف چل رہے تھے جو اس رنگ کا دنیا میں کوئی بھی نمونہ نہیں تا میں اس کو بیان کر سکوں ... یہ شہب ثاقبہ کا تماشا ریاد وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کی عام اخبارات میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا۔ وہ سلسلہ رمی شہب کا شام سے ہی شروع ہو گیا تھا جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا کیونکہ میرے دل میں الہاماً ڈالا گیا تھا کہ یہ تیرے لئے نشان ظاہر ہو رہا ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام)

ان ستاروں کا ٹوٹنا تصویری زبان میں دراصل اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اب دنیا کی شیطانی طاقتوں پر خدا تعالیٰ کی آسمانی فوجوں کے حملہ کا وقت آن پہنچا ہے اور آسمان کی طاقتیں غیر معمولی طور پر حرکت میں آگئی ہیں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت بھی اسی طرح کا نظارہ آسمان پر نظر آیا تھا۔ چنانچہ زرقانی جلد اول صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴ میں اس کا ذکر موجود ہے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کے لئے آسمان سے جو نشانات ظاہر ہوئے اور جن کا پہلے نوشتوں میں ذکر بھی موجود تھا۔ ان میں سے ایک ستاروں کے غیر معمولی رنگ میں ٹوٹنے کا نشان بھی تھا جو ۱۸۸۵ء میں پورا ہوا۔ خود عیسائی دنیا نے بھی اسے حضرت مسیح کی آمد ثانی کا نشان قرار دیا تھا۔ چنانچہ اس نشان کے ظاہر ہونے پر عیسائی بہ شدت حضرت مسیح کی آمد ثانی کے منتظر رہے۔ آنے والا تو عین وقت پر آگیا۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ اس کی شناخت سے محروم رہ گئے۔ (غ۔ا)

حقیقت معراج

شذرات

ماہر القادری صاحب ایڈیٹر "فاران" کراچی اگست ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۹-۳۰ میں رقمطراز ہیں:۔

"یقیناً حضور کو شب اسریٰ میں جسم و روح کے ساتھ بحالت ہوش و بیداری لے جایا گیا۔ مگر احادیث میں جن آیات و انوار کو دیکھنے اور انبیاء سے ملنے کی تفصیل ملتی ہے اس کا تعلق عالم ارواح اور عالم برزخ سے ہے مثلاً حضور کو جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا۔ حضور نے مجرموں کو دوزخ کے عذاب میں مبتلا دیکھا۔ ظاہر ہے کہ یوم الدین یعنی قیامت میں اعمال کے وزن اور جواب دہی کے بعد لوگوں کو جنت اور دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ دوزخ میں اس وقت کسی مجرم کو عذاب نہیں دیا جا رہا ہے

تو یہ جو حضور کو دوزخ میں عذاب کا مشاہدہ کرایا گیا اس کا تعلق اس عالم کون و فساد سے نہیں بلکہ کسی دوسرے ہی عالم سے ہے جسے عالم ارواح یا عالم برزخ کہتے ہیں کوئی منافات نہیں ہے۔

آسمانوں میں انبیاء کرام سے جو حضور کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا تعلق بھی عالم آب و گل سے نہیں عالم ارواح سے ہے۔ یعنی حضور نے بحالت ہوش و بیداری عالم ارواح میں انبیاء کرام سے ملاقات فرمائی ——— اور

یہ جو مشہور ہے کہ بیت المقدس میں حضور نے نماز میں انبیاء کرام کی امامت فرمائی تھی اگر یہ روایت مستند و صحیح ہے تو اس کی بھی یہی توجیہہ کی جاتی ہے کہ حقیقتاً میں حضور کی نماز میں امامت کا تعلق عالم ارواح سے ہے اس توجیہہ کے مقابلہ میں کوئی اس پر اصرار کرے کہ بیت المقدس کے درمیان انبیاء کرام بحالت جسد موجود تھے تو وفات پانے کے بعد اس دنیا میں کوئی لوٹ کر نہیں آتا چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو"

ماہر القادری نے مندرجہ بالا توجیہہ میں احمدیت کے نقطہ نظر کی تائید کی ہے۔

مذہب کی ضرورت

روسی ڈکٹیٹر سٹالن کی بیٹی سویتلانہ نے آجکل عالمی پریس کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہے سویتلانہ نے ٹیلی ویژن کے پروگرام میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے دہریت کا رد کیا۔

"گزشتہ پانچ سال سے کمیونزم پر میرا عقیدہ ختم ہو گیا تھا اور میں مذہب کو انسان کے لئے نہایت اہم اور لازمی تصور کرتی ہوں خدا کی ذات پر ایمان کے بغیر زندگی ہی زندگی کہلانے کی مستحق ہوتی ہے نہ عدل و انصاف ہی کا تصور پیدا ہو سکتا ہے"

قرآنی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں

سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جج مسٹر محمد شریف نے نوجوانوں کو مغربیت کے سیلاب مواج کے خلاف انتباہ کرتے ہوئے کہا۔

"اصل طاقت اور عزت بلند کردار اور اخلاق و اتحاد سے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کو اپنا مشعل راہ بنائیں اور اسلام کے اصولوں کو عملی زندگی میں اختیار کریں ...... اسلام نے شرافت اور حیا کی کچھ حدود متعین کی ہیں ان حدود کو مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب نے [illegible]"

بلاشبہ یہ زریں نصیحت ہے مگر ضرورت ہے کہ اسکو عملی جامہ پہنایا جائے۔

تاج کمپنی لاہور کا جماعت احمدیہ پر الزام

راولپنڈی سے ایک دوست نے اطلاع دی ہے کہ "نسخہ قرآن حکیم" مطبوعہ تاج کمپنی لاہور کے صفحہ ۸ کے حاشیہ میں لکھا ہے:۔

"اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے آجکل بھی باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو برا کہتے ہیں"

اس سلسلہ میں روافض۔ خوارج۔ غیر مقلد۔ وہابیہ کا ذکر کیا ہے اور اسکے بعد لکھا ہے:۔

"مرزائی انبیاء سابقین تک کو ...... وکلاء دین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں"

بغیر تحقیق کوئی بڑا امر کسی کی طرف منسوب کرنا آیت اجتنبوا کثیرا من الظن اور حدیث کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع کے خلاف ہے۔ جماعت احمدیہ کے وہی عقائد ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتب میں تحریر فرماتے ہیں۔ حضور کا یہ مشہور شعر ہے:

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بڑھکر ——— لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے (درثمین)

یہ شعر انبیاء سابقین کو برا کہنا یا ان پر زبان طعن دراز کرنے والا نہیں کہہ سکتا۔ پھر حضور فرماتے ہیں:۔

ہر رسولے آفتاب صدق بود ——— ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظلّ دین پناہ ——— ہر رسولے بود باغ مثمرے
گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک ——— کار دیں ماندے سراسر ابترے (درثمین)

عقل کی رو سے بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی جماعت انبیاء کا مثیل اور سردار قرار دیتی ہے تو انکو برا کیسے کہہ سکتی ہے ——— حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۳ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اسکے واحد لاشریک کا علم لوگوں کو سکھانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور محال امر تھا۔ اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور ان کی ترتیب ابلغ اور نظم پر نظر کر کے ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اس کارخانہ پر حکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے بہت فرق ہے۔ واقعی وجود کی اطلاع دینے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔" ——— ہمارے مخالف معترض غور فرمائیں کہ انبیاء کی توہین کرنے والے اور ان پر زبان طعن دراز کرنے والے آج تک [illegible]

مربیان و امراء صاحبان کی خصوصی توجہ کیلئے

ہر جماعت میں خطبات جمعہ حضرت امیر المومنین کے ہی پڑھے جانے چاہئیں

نوٹ:۔ عام طور پر رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبات جمعہ جماعتوں میں پورے التزام کیساتھ سنائے نہیں جاتے حالانکہ حضور کے خطبات ہی التزام کے ساتھ جمعہ میں سنائے جانے چاہئیں۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس احباب کی آگاہی کے لئے نیچے درج ہے

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

سیدنا المصلح الموعودؓ نے ۱۹۳۶ء کی مجلس شوریٰ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

"گذشتہ دو سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ نہ مبلغوں نے خود میری سکیم پر غور کیا اور نہ انہوں نے جماعت کو توجہ دلائی یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر مبلغ اپنے آپ کو خلیفہ سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ اس کا حق ہے کہ جو اس کے جی میں آئے سنائے اور جو نہ چاہے نہ سنائے حالانکہ وہ بانسری ہے جس کا کام یہ ہے کہ جو آواز اس میں ڈالی جائے اسے باہر پہنچائے اگر مبلغ یہ سمجھتے کہ وہ ہتھیار ہیں میرا نہ کہ دماغ ہیں جماعت کا تو میرے خطبات لیتے اور جماعت میں ان کے مطابق تبلیغ کرتے۔ اور اس طرح اس وقت تک عظیم الشان تغیر پیدا ہو چکا ہوتا مگر ادھر ابھی تک اُن کا خیال ہی نہیں گیا کہ انہیں کس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان کا کیا کام ہے... مبلغین کا کام یہ ہے کہ خلافت کی ہر آواز کو خود سنیں اور سمجھیں پھر ہر جگہ اسے پہنچائیں۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۶-۲۷)

کیا اب آپ مطمئن ہیں

المنبر۔ چٹان اور الاعتصام۔ ایشیا اور دیگر مخالف دینی جرائد چوہدری محمد ظفر اللہ خان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ پاکستان کی طفیل عالمی عدالت کے جج... اور احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جب آپ پاکستان کے وزیر خارجہ تھے تو یہ الزام اس صورت میں لگایا جاتا تھا کہ پاکستانی امبیسیاں احمدیت کی تبلیغ کے مرکز ہیں ذیل کی خبر ملاحظہ ہو۔

"پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر حمید احمد خاں حکومت ترکیہ کی دعوت پر حال ہی میں ترکیہ کے مختصر دورے کے بعد واپس آئے ہیں ترکیہ میں دس دن کے قیام کے دوران انہوں نے دوست ملک کی درسگاہیں اور آثار قدیمہ دیکھے اور ممتاز ترک دانشوروں سے بات چیت کی، اگلے روز وہ یونیورسٹی کے نیو کیمپس میں یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء کے ایک اجتماع میں اپنے دورے کے تاثرات بیان کر رہے تھے۔ جو واقعہ اس اجتماع کی حیرت اور ندامت کا باعث بنا وہ یہ ہے کہ وزارت خارجہ کے ایک اہلکار نے انقرہ میں غالباً پروٹوکول کے تقاضوں کے پیش نظر پروفیسر حمید احمد خان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کی دعوت دی جو بدقسمتی سے مے نوشی کی ضیافت تھی مہمان خود ہی شربت کا گلاس ہاتھ میں لئے اور اپنی طبیعت پر جبر کئے تین گھنٹے تک ٹہلتے رہے۔ بیشتر مہمانوں نے شراب پی۔ لیکن اس پارٹی میں جو دو اصحاب "آؤٹ" ہوئے وہ دونوں پاکستانی سفارت خانے کے ارکان تھے وہ نہ صرف "آؤٹ" ہوئے بلکہ اس ہذیانی کیفیت میں انہوں نے میزبان کو بھی ہراساں کیا ان میں سے ایک پروفیسر حمید احمد خان کو خطاب کرکے لکنت زدہ لہجے میں کہہ رہا تھا "مسٹر وائس چانسلر آپ کا میزبان اصل ترک نہیں ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو اصل ترکوں سے ملاؤں گا اور آپ فخر محسوس کریں گے" پارٹی ختم ہوئی تو سب لوگ بقائمی ہوش و حواس اپنے گھروں کو سدھارے لیکن پاکستان کے دونوں نمائندوں کو جسمانی طور پر اٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچانا پڑا۔" (قندیل ۲۶/۶ ص ۳)

ہمارے خیال میں اب تو یہ جرائد بڑے مطمئن ہوں گے۔

چندہ جلسہ سالانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء کے موقعہ پر فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چندہ جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ

اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کو ایک مستقل کام قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ پس اگر چندہ جلسہ سالانہ کو الگ رکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس زور دینے کی وجہ سے کہ ہمارا جلسہ سالانہ دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح نہیں۔ مومنوں کا اس چندہ میں حصہ لینا ان کے ایمانوں کو ہمیشہ تازہ کرنے کا موجب بنتا رہے گا۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سال عہدہ داروں کو ابھی سے پوری پوری کوشش شروع کر دینی چاہیئے کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے کہ اس کار خیر میں پورا حصہ نہ لیکر اپنا ایمان تازہ کرنے کی سعادت سے محروم رہ جائے۔ والسلام

(ناظر بیت المال (آمد) ربوہ ضلع جھنگ)

"ایوان محمود"

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اور اسی کی دی ہوئی توفیق سے ایوان محمود کی تعمیر اب قریب الاختتام ہے۔ جن مخلصین نے مالی قربانی کر کے اس ایوان کی تعمیر میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ہاتھ بٹایا ہے۔ میں دلی خلوص کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائے اور اس قربانی کو شرف قبولیت بخشے۔

اس ضمن میں ان تمام احباب سے جنہوں نے سابق صدر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی تحریک پر تعمیر ہال کے لئے -/۳۱۳ روپے دینے کا وعدہ فرمایا تھا (اور کسی وجہ سے تاحال ادا نہیں فرما سکے) گذارش ہے کہ تعمیر کے آخری مراحل پر روپے کی شدید ضرورت درپیش ہے۔ پس اس مشکل وقت میں وہ اپنے وعدہ کے مطابق جلد از جلد ادائیگی فرما کر مجلس کا ہاتھ بٹائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے (نوٹ) ادائیگی کی اطلاع براہ راست خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

واقفین زندگی طلبہ متوجہ ہوں

ایسے واقفین زندگی طلبہ جو میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے یا ایم اے کا امتحان دے رہے ہیں یا امتحان دے چکے ہیں وہ فوری طور پر اپنے پتہ سے وکالت دیوان کو مطلع کریں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

میں

ٹیلی فون لگ گیا

ہم اپنے کرم فرماؤں کو بمسرت اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

میں فون لگ گیا ہے جس کا نمبر ۳۴ ہے انشاء اللہ اس نئی سہولت کی وجہ سے ہم آپ کی بہتر طور پر خدمت سرانجام دے سکیں گے۔ اپنی طبی ضروریات کے لئے اپنے اس دواخانہ کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

محمد رفیع ناصر
مینجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون ۳۴

ہومیو پیتھی

نسخے نوٹ فرمالیں

۱۔ بچوں کی بدہضمی اور دانت نکالنے کی تکالیف کے لئے بے بی ٹانک ... ۳
۲۔ دماغی تھکان اور حافظہ کی کمزوری کے لئے برین ٹانک ... ۳
۳ دماغی و جسمانی کمزوری اور کمی خون کے لئے سپیشل ٹانک ... ۵
۴۔ خاص کمزوری کے لئے مکمل کورس (۱) سپیشل کورس ... ۱۰
۵۔ پرانے زکام۔ نزلہ۔ دمہ۔ نکرے، (ب) ری جووی نیٹنگ کورس ... ۳۰
اور صبرنگ کنٹار رنجیر۔ ناسور۔ تبخیر معدہ (ج) سپیشل ری جووی نیٹنگ کورس ... ۵۰

مزمن درد شکم۔ مزمن درد سر۔ جریان گوش۔ جوڑوں اور اعصاب کی درد۔ لیکوریا بانجھ پن اور اکسیر کیلئے دس دس روپیہ کی چار خوراک اکسیروں کے کورس نہایت مفید اور کامیاب ہیں۔

کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ نمبر ۳۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی متصل ڈاک خانہ ربوہ

صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ

کے متعلق

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ صیغہ امانت صدر انجمن احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت چونکہ بہت سی مالی ضرورتیں پیش آگئی ہیں جو عام آمد سے پوری نہیں ہو سکتیں اس لئے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس سے فوری ضرورت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جماعت کے افراد میں سے جس کسی نے اپنا روپیہ کسی دوسری جگہ بطور امانت رکھا ہوا ہے وہ فوری طور پر اپنا روپیہ جماعت کے خزانہ میں بطور امانت صدر انجمن احمدیہ، داخل کر دے تا کہ فوری ضرورت کے وقت ہم اس سے کام چلا سکیں اس میں تاجروں کا وہ روپیہ شامل نہیں جو تجارت کے لئے رکھتے ہیں اسی طرح اگر کسی زمیندار نے کوئی جائداد بیچی ہو اور آئندہ وہ کوئی اور جائداد خریدنا چاہتا ہو تو ایسے احباب صرف اتنا روپیہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو فوری طور پر جائداد کے لئے ضروری ہو۔ اس کے سوا تمام روپیہ جو بنکوں میں دوستوں کا جمع ہے سلسلہ کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔"

امید ہے کہ احباب جماعت حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی رقوم جلد خزانہ صدر انجمن احمدیہ بھجوائیں گے۔

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار کیل ٹڑ پل چیل کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں،

گلوب ٹمبر کارپوریشن ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون نمبر ۶۲۶۱۸

احباب ہمیشہ اپنی
قابل اعتماد سروس

پریس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی
آرام دہ بسوں میں سفر کریں (مینیجر)

قابل اعتماد سروس
سرگودہا سے سیالکوٹ

عباسیہ ٹرانسپورٹ کمپنی

کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں
مینیجر

ترسیل زر
اور
انتظامی امور
سے متعلق

روزنامہ الفضل ربوہ
مینیجر
سے
خط و کتابت
کیا کریں

کالی دوا

فولاد اور جڑی بوٹیوں کا سفوف
جگر پتہ اور تلی
کی تمام امراض
یرقان ضعف جگر بھوک کمی خون،
ہاتھ پاؤں پر سوجن اور چہرہ کی زردی وغیرہ
کے لئے خدا کے فضل سے مفید اور کامیاب علاج
قیمت فی شیشی، تولہ تین روپے۔

دواخانہ رحمت ربوہ

ضرورت ہے،

نفل عمر حیری ٹیبل ڈسپنسری کراچی کو اپنی ڈسپنسری کے لئے مندرجہ ذیل میڈیکل سٹاف کی ضرورت ہے امیدوار اپنی درخواستیں جن میں تعلیمی قابلیت عمر تجربہ اور کم از کم تنخواہ جو قابل قبول ہو درج ہو۔ ناظم خدمت خلق ۶/۷/۲ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی نمبر ۲۹ کے نام جلد از جلد بھجوائیں۔ کراچی میں رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

۱۔ لیڈی ڈاکٹر ۲۔ کمپونڈر
۳۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹر ۴۔ نرس

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

الفضل میں
اشتہار دے کر اپنی
تجارت کو فروغ دیں۔

ٹائم ٹیبل یونائیٹڈ بس سروس سرگودہا

نمبر سروس	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
روانگی از سرگودہا برائے لاہور	۳-۳۰ صبح	۴-۳۰	۵-۳۰	۶-۳۰	۷-۱۵	۸--	۸-۴۵	۹-۳۰	۱۰-۳۰	۱۱-۳۰	۱۲-۱۵ دوپہر	۱۴--	۱۴ بجے بعد دوپہر	۱۵-۱۵	۱۶-۱۵
روانگی از لاہور برائے سرگودہا	۳-۲۰	۴--	۵-۲۰	۶-۲۰	۷-۱۵	۸-۲۵	۹--	۱۰-۱۵	۱۱-۱۵	۱۲-۵ دوپہر	۱۳-۴۵	۱۴-۱۵	۱۵-۱۵	۱۶-۵۲	۱۸--
روانگی از سرگودہا برائے گوجرانوالہ	۴-۴۵	۹-۴۵													
روانگی از گوجرانوالہ تا سرگودہا	۹-۳۰	۲-۳۰ بجے دوپہر													

(مینیجر)

اکسیر نزلہ پرانے نزلہ کیلئے مفید و مجرب نسخہ قیمت مکمل کورس ایک سو ساٹھ گولی ۲۰ روپے۔ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۳ جون تا ۹ جون ۱۹۶۷ء

۱۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ ہفتہ ۳ جون سے ۵ جون تک دانتوں کے علاج کے سلسلہ میں لاہور میں قیام فرما رہے۔ حضور ۶ جون کو صبح ساڑھے آٹھ بجے لاہور سے بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے گزشتہ ہفتہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ الحمد للہ۔

۲۔ حضور ایدہ اللہ مورخہ ۶ جون کو نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں چند منٹ کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ حضور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ الحیّ و قیوم ہے اور اس نے انسانی زندگی اور اس کی بقاء کے لئے بے شمار سامان پیدا کئے ہیں۔ اس لئے جان بوجھ کر خود کو ہلاکت میں ڈالنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور اس کی نگاہ میں ناجائز ہے۔ اس وقت مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان خود حفاظتی میں لڑائی لڑنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ جان اور مال کی حفاظت کے لئے اسلام میں جنگ کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ یہ خالص دینی جنگ تو نہیں مگر خود حفاظتی کی جنگ بھی اسلام میں جہاد ہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم بہت دعا کریں اور بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے۔ مجھے تو اس فکر میں رات کو نیند بھی ٹھیک طرح نہیں آئی اور قریباً ساری رات ہی دعا میں گزری۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے یورپین اقوام کو بہت طاقت دی ہوئی ہے لیکن اسے یہ طاقت بھی ہے کہ وہ ان کو اس طاقت کے غلط استعمال سے روک دے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ بہت بہت دعا سے کام لیں۔"

۳۔ مورخہ ۹ جون کو حضور نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے ۲۳ عظیم الشان مقاصد کے سلسلہ میں ہی خطبہ ارشاد فرمایا حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۲۹ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کی تفسیر بیان کر کے (۱) مِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ (۲) أَرِنَا مَنَاسِكَنَا (۳) وَتُبْ عَلَيْنَا کی رو سے علی الترتیب تعمیر کعبہ کے بیسویں، اکیسویں اور بائیسویں مقصد کو واضح فرمایا اور بتایا کہ یہ مقاصد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ نہایت عظیم الشان طریق پر پورے ہوئے۔ ان تیئیس مقاصد میں سے اب صرف آخری مقصد کی وضاحت باقی ہے۔ جس کے بعد حضور تعمیر کعبہ کے ان ۲۳ مقاصد کی روشنی میں احباب جماعت کے سامنے ان کی نہایت اہم ذمہ داریوں کی کماحقہ ادائیگی سے متعلق ایک تفصیلی پروگرام رکھیں گے انشاء اللہ العزیز

۴۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے سال ۶۸-۱۹۶۷ء کے لئے مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے لئے مندرجہ ذیل ممبران مقرر فرمائے ہیں:۔

۱۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب صدر

۲۔ مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ

۳۔ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد

۴۔ مکرم قاضی عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ

۵۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر۔

۶۔ مکرم سید مسعود احمد صاحب وکیل الدیوان۔

الجزائر۔ ۱۰ جون۔ الجزائر نے کہا ہے کہ وہ جنگ بندی کو تسلیم نہیں کرے گا جنگ جاری رکھنے کے لئے ہزاروں الجزائری فوجی طیاروں پر مصر جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۵۰ ٹینک مصری بحری جہازوں پر مصر پہنچائے گئے ہیں۔

صدر ناصر نے اپنے استعفیٰ پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ کر لیا

استعفیٰ منظور کرنے سے قومی اسمبلی کا انکار۔ تمام عمر صدر رہنے کی قرارداد

قاہرہ ۱۰ جون۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمام اختیارات نائب صدر زکریا محی الدین کو سونپ دیئے ہیں۔ صدر ناصر نے کل شام قاہرہ ریڈیو سے تقریر نشر کرتے ہوئے اپنے مستعفی ہونے کا اعلان کیا ان کی تقریر کے تین گھنٹے بعد قاہرہ میں صدر ناصر کی حمایت میں زبردست مظاہرے ہوئے۔ اور عوام نے ان سے اپنا استعفیٰ واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ اس پر صدر ناصر نے اعلان کیا کہ وہ اپنا استعفیٰ قومی اسمبلی میں غور کے لئے پیش کریں گے۔

چنانچہ گزشتہ رات ہی قومی اسمبلی کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ اسمبلی نے استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں کہا گیا ہے کہ صدر تمام عمر ملک کے صدر رہیں گے۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ مصری افواج کے چیف آف سٹاف فیلڈ مارشل عبد الحکیم عامر اور وزیر جنگ شمس الدین بدران نے بھی اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دیا ہے

کل شام صدر ناصر نے ریڈیو پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حالیہ جنگ میں ہمیں سخت نقصان ہوا ہے اور ملک کا سربراہ ہونے کی حیثیت میں اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے لہٰذا میں نے صدارت کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ بالآخر عرب ممالک اسرائیلی جارحیت کی آخری علامتیں مٹانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جو جو وہ مشکلات پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے انہوں نے کہا اسرائیلی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام عرب ملک پورے عزم کے ساتھ متحد ہو گئے۔ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ دفاعی جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ اسرائیلی جارحیت کی آخری علامتیں تک نہ مٹ جائیں گی۔ انہوں نے کہا ہم نے روس اور فرانس کی اس یقین دہانی پر جنگ بندی کی ہے کہ کسی کو علاقائی استحصال کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

جنگ بندی کے اعلان کے باوجود شام پر اسرائیل کا وحشیانہ حملہ

سلامتی کونسل کے ہنگامی اجلاس میں دونوں کو فوری طور پر جنگ بند کرنے کی ہدایت

نیویارک ۱۰ جون۔ جنگ بندی کے اعلان کے باوجود کل اسرائیل نے شام کی ۷۲ میل لمبی سرحد پر اچانک بھرپور حملہ شروع کر دیا۔ اور اس کے ہوائی جہاز شامی مورچوں دمشق اور دوسری شہری آبادیوں پر بمباری کرنے لگے۔ شام کی شکایت پر کل رات سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس مقررہ وقت سے پانچ گھنٹے قبل منعقد ہوا جس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے اسرائیل اور شام دونوں کو فوری طور پر جنگ بند کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور جنگ بند کرنے کی آخری میعاد دو گھنٹے مقرر کی گئی۔ دونوں فریقوں نے یہ اپیل گزشتہ رات ہی منظور کر لی تھی۔ لیکن ابھی تک لڑائی بند ہونے کی اطلاع نہیں آئی۔ سلامتی کونسل نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اوتھان سے کہا ہے کہ وہ دونوں ملکوں کے سربراہوں سے رابطہ قائم کر کے فوری طور پر جنگ بند کرانے کی کوشش کریں۔

سوشلسٹ ممالک کا فیصلہ

ماسکو ۱۰ جون۔ کل روسی دار الحکومت میں روس اور مشرقی یورپ کے سوشلسٹ ممالک کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگر اسرائیل نے مشرقِ وسطیٰ میں جنگ بندی کی اور اپنی فوجیں ۱۹۴۹ء کی عارضی صلح کی سرحدوں تک واپس نہ ہٹائیں تو سوشلسٹ ممالک حملہ آور کو سزا دینے کے لئے عرب ملکوں کی حمایت میں بھرپور کارروائی کریں گے۔ ایک اطلاع کے مطابق یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴